ہے وہاں کچھ اِدھر سے لے کر اُدھر ملا لیا جاتا ہے اور بات بن جاتی ہے ۔ اِس طرح کے عجوبے اور بھی ہیں ۔ مثلاً ایک وہ مشہور ہے کہ جس میں کوئی بھی بڑے سے بڑا ہندسہ لے کر آپ مخصوص حسابی عمل کریں تو جواب ۹۲ آئے گا ۔ (اعدادِ محمد)

۷ ۔ اس پوری کتاب کو پڑھتے ہوئے آدمی عددی عجائبات کی معمول بھلیاں سے گذرتا ہے تو کوئی ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی جو اس میں اخلاص ، رجوع الی اللہ ، توبہ و انابت اور رقت و عاجزی کے انداز پیدا کرے ۔ قرآن کے حروف کی گنتی ، اس کے لفظوں کا شمار ، اس کی کششوں اور مدّوں کا حساب فتحہ ، کسرہ اور ضمہ کی تعدادیں ، اب اگر ان کاوشوں میں لوگ لگ جائیں تو پھر تحریکِ اسلامی کا چلنا اور انقلابِ اسلامی کا نمودار ہونا تو ممکن ہی نہ رہے گا ۔ بس نئی قسم کے تصوف کے گنتی خانے کھل جائیں گے جو ۱۹ دانوں کی تسبیح گھمایا کریں گے ۔

آخر میں ہماری گذارش یہ ہے کہ ۱۹ کے اس جدید تحقیق سے پہلے بھی ہمارا قرآن کی صداقت پر مکمل ایمان تھا اور اب بھی ہے ، اصل کام یہ ہے کہ قرآن پر عمل کیا جائے اور اسی عمل کی جھلکیاں دوسروں کو اسلام کے قریب لائیں گی ۔ ابجدی اعداد کے کھیل دین کا کوئی حصہ و شعبہ نہیں ہیں ۔

اسلام اور جدید دور کے مسائل مولانا محمد تقی امینی ۔ ناشر : (ملنے کا پتہ) قدیمی کتب خانہ ، مقابل آرام باغ ، کراچی ۱ ۔ مجلد صفحات ۳۴۲ قیمت : ۶۰/ روپے

اِس کتاب کو میں نے ذوق و شوق سے پڑھا ۔ اس کی اہمیت ایسی ہے کہ بڑی طویل گفتگو کی ضرورت ہے لیکن رسالے کی وادی کی تنگ دامانیاں چونکہ اپنے قلم کی جولانیوں کی تاب نہیں رکھتیں ، لہٰذا اجمال ایک مجبوری ہے ۔ میں مولانا تقی امینی کی کتابیں پہلے بھی شوق سے پڑھتا رہا ہوں ۔ ان کا ایک خاص مقام علماء و مفکرین میں اس بنا پر ہے کہ انہوں نے دورِ جدید کے پیش آمدہ مسائل کے چیلنج کو خوب سمجھا ہے اور اشکالات کے حل کے لیے اجتہاد کا راستہ واضح کیا ہے ۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کہ اجتہاد کی بحثوں اور اس کے طرح طرح کے مفہوموں سے سابقہ رہا ہے اور قدیم طبقوں نے انسدادِ اجتہاد اور جدید طبقوں نے اجتہاد کے نام سے نصوص اور تمام اجماعی سرمایہ قانونیاتِ سلف پر بلڈوزر پھیر کر لادینی مغربیت کے افکار و اطوار کو دین قرار دینے کی فکر کی ۔

ان دو انتہاؤں کے درمیان اور بہت سے اجتہادی نظریے سامنے آئے، کسی کا جھکاؤ اُدھر، کسی کا اِدھر مگر وہ چند اہلِ علم جو ایسی بحثوں میں کلام کا استحقاق بھی رکھتے ہیں اور جنہوں نے اجتہاد کی ترازو کے میزان کو برابر کر کے دکھایا ان میں مولانا تقی عثمانی کا ایک مقام ہے۔ وہ نہ نصوص اور کلیات کی حد پھاندتے ہیں نہ معمولی فقہی جزئیات کو دانتوں سے پکڑتے ہیں۔ نہایت مناسب جادۂ اعتدال انہوں نے تلاش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"مذہبی قانون کی بنیاد ہی عظمت و تقدس پر ہے"...... "اس بنا پر جدید تدوین کی کوئی ایسی آواز قابلِ قبول نہ ہوگی جس سے ان دونوں پر کسی طرح زد پڑنے کا اندیشہ ہو، یا قانون کی تبدیلی کی ذہنیت عام ہونے کا خطرہ ہو" (ص ۵۷)

ایک گروہ جس سے یہ خطرہ ہے، اس کے متعلق چند الفاظ:۔

"دراصل یہ لوگ اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کرنا چاہتے ہیں، جس کی تقریباً ہر چیز باہر سے درآمد کی گئی ہو"۔ (ص ۷۶)

کتاب کا ایک حصہ جدید مسائل پر بحث اور ان کے بارے میں اجتہادی نکات پر مشتمل ہے۔ ان میں بعض چیزیں محلِ نظر ہیں، بعض کی پوری حقیقت واضح نہیں ہو سکی، متعدد پہلو چھوٹ گئے ہیں اور بعض کا معاملہ گویا سوال ہی کا سا ہے۔ محلِ نظر ہونے سے مراد یہ ہے کہ بغیر کسی جذباتی ہیجان کے ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے، مثلاً "تعدد ازدواج کی قرآنی اجازت پر وقت کی شرعی حکومت پابندیاں لگا سکتی ہے" (ص ۹۸) یا "ذرائع پیداوار تین حصوں میں تقسیم ہوں گے" (۱) اجتماعی ملکیت میں۔ (۲) بتدریج اجتماعی ملکیت میں لیے جانے والے۔ (۳) انفرادی ملکیت میں۔ (ص ۱۶۸) سٹے اور تمسکات اور بیمہ کی بحثیں بھی بہت طویل ہیں اور خلا بھی رکھتی ہیں۔ بیمہ کے سلسلے میں یہ فقرہ کہ زندگی کا بیمہ پس انداز کی ترغیب اور پسماندگان کو مالی پریشانی سے بچانے کے لیے ہوتا ہے" (ص ۱۸۳) حالانکہ بخلاف اس کے سرمایہ دار طبقہ یا بنک بیمہ کی مختلف اسکیموں کا ذریعہ نچلے طبقوں کی محدود آمدنیوں سے چھوٹی بچتیں نچوڑ کر بڑا سرمایہ بناتا ہے اور اس کے بھاری منافعوں کا ایک جزو قلیل بیمہ داروں کی طرف منتقل کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان اداروں کا مطالعہ زیادہ گہرائی میں جا کر کرنا چاہیے اور سرسری طور پر احکامِ شریعت چسپاں نہیں کر دینے چاہئیں۔